تاریخ قرآن
قسط نمبر۲

شیخ عبدالفتاح عبدالغنی القاضی
ترجمہ وتخریج: محمد اسلم صدیق☆

# المصحف الشریف ... ایک تاریخی جائزہ

## جمع وتدوینِ قرآن کے اَدوار

گذشتہ تصریحات سے یہ واضح ہوچکا ہے کہ قرآنِ کریم کو تین مرتبہ جمع کیا گیا:

① نبی ﷺ کے دور میں

② حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دور میں

③ حضرت عثمان بن عفانؓ کے دور میں

لیکن ان تینوں اَدوار میں جمع قرآن کی نوعیت میں واضح فرق ہے۔ ذیل میں ہم فرق کی اس نوعیت کو واضح کریں گے:

## عہدِ نبویؐ میں تدوین قرآن

عہدِ نبویؐ میں کتابتِ قرآن کی صورت یہ تھی کہ جب قرآنِ کریم کا کوئی حصہ نازل ہوتا تو آپ ﷺ کاتبِ وحی کو یہ ہدایت فرماتے کہ اسے فلاں سورت میں فلاں فلاں آیت کے بعد لکھا جائے ، لیکن قرآنِ کریم کی یہ کتابت پتھر کی سلوں اور جانوروں کی ہڈیوں وغیرہ پر متفرق پارچوں کی شکل میں تھی، جیسا کہ اس کی وضاحت گذشتہ صفحات میں گزر چکی ہے۔اگرچہ دورِ نبویؐ میں قرآنِ کریم کی حفاظت کا دارومدار حفظ پر تھا،لیکن اس کے باوجود اسے تحریر میں لانا اس لئے ضروری سمجھا گیا کہ اس کے ایک ایک لفظ کی حفاظت میں کسی قسم کی کوئی کمی نہ رہ جائے۔نیز قرآنِ کریم صحابہ کرامؓ کے لئے ایک مقدس متاع کی حیثیت رکھتا تھا، لہٰذا اُنہوں نے انفرادی حیثیت سے بھی بطور یادگار اسے ضبطِ تحریر میں لانے کا اہتمام کیا، جیسا کہ عموماً نادر اور نایاب اشیا کی حفاظت کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

www.KitaboSunnat.com

## حضرت ابوبکرؓ کے دور میں تدوین قرآن

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دورِ حکومت میں تدوین قرآن کی صورت یہ تھی کہ

① اسے مختلف پارچوں سے نقل کر کے ایک جگہ (کاغذ) پر یکجا کیا گیا۔

② یہ نسخہ بہت سے صحیفوں پر مشتمل تھا (سورتیں مرتب نہیں تھیں)۔ اور ہر سورت الگ الگ صحیفے میں لکھی گئی تھی۔

③ اور صرف وہی کچھ لکھا گیا جس کا قرآن ہونا تواتر سے ثابت ہوا تھا۔ (اور وہ آیات اور حروف نکال دیے گئے جن کی تلاوت منسوخ ہو چکی تھی۔)

④ دورِ صدیقی میں قرآنِ کریم کے منتشر حصوں کو یکجا کرنے کا مقصد قرآن مجید کی حفاظت کو یقینی بنانا تھا، کیونکہ خدشہ تھا کہ کہیں حاملین قرآن اور حفاظ صحابہؓ کی وفات سے قرآنِ مجید کا کوئی حصہ ضائع نہ ہو جائے۔ (نیز قرآنِ مجید کا ایک ایسا نسخہ تیار ہو جائے جس پر تمام اُمت کا اتفاق ہو۔)

## حضرت عثمانؓ کے دور میں تدوین قرآن

دورِ عثمانیؓ میں تدوینِ قرآن کی صورت یہ تھی کہ حضرت ابوبکرؓ کے تیار کردہ صحیفوں سے نقل کر کے (تمام سورتوں کو ترتیب کے ساتھ ایک مصحف میں لکھا گیا اور پھر اس نئے مرتب مصحف سے مزید) مصاحف تیار کئے گئے اور اُنہیں مختلف بلادِ اسلامیہ میں بھیج دیا گیا۔

ان مصاحف کی تدوین کا مقصد اُمتِ مسلمہ میں وحدت و یگانگت پیدا کرنا اور اس فتنہ کی سرکوبی تھا جو مسلمانوں کی صفوں میں قراءات کے اختلاف کی وجہ سے سر اُٹھا رہا تھا تاکہ مسلمانوں کو ان ثابت اور متواتر قراءات پر جمع کیا جا سکے تھا جن پر یہ مصاحفِ عثمانیہ مشتمل تھے، البتہ ان میں وہ وجوہِ قراءات شامل نہیں تھیں جو آغازِ اسلام میں آسانی کی خاطر نازل ہوئی تھیں پھر عرضۂ اخیرہ میں انہیں منسوخ کر دیا گیا تھا۔ چنانچہ قاضی ابوبکر باقلانیؒ فرماتے ہیں:

”لم يقصد عثمان قصد أبي بكر في نفس جمع القرآن بين لوحين، وإنما قصد جمْعَهم على القراءات الثابتة المعروفة عن النبيﷺ وإلغاء ما ليس كذلك، وأخذهم بمصحف لا تقديم فيه ولاتأخير، ولا تأويل

www.KitaboSunnat.com

أثبت مع تنزيل ولا منسوخ تلاوته كتب مع مثبت رسمه ومفروض قراء ته، وحفظه خشية دخول الفساد والشبهة على من يأتي بعده."

''حضرت عثمانؓ کا مقصد حضرت ابوبکرؓ کی طرح صرف قرآن کریم کو دو گتوں کے درمیان جمع کرنا نہیں تھا، بلکہ مسلمانوں کو ان تمام قراء ات پر جمع کرنا تھا جو رسول اللہﷺ سے ثابت اور معروف تھیں۔ اور مقصد ایسی تمام قراء ات کو خارج کرنا تھا جو آپﷺ سے ثابت اور معروف نہیں تھیں۔ ایک ایسا مصحف اُمت کے لئے پیش کرنا تھا جس میں کوئی کمی بیشی، نہ تقدیم وتاخیر اور نہ کوئی ایسی قراء ت یا آیت شامل ہونے پائے جس کی تلاوت منسوخ ہوچکی تھی۔ اور اس انداز سے لکھا جائے کہ اس کے رسم الخط میں تمام قراء ات محفوظ ہوجائیں۔ تاکہ بعد میں کسی خرابی یا شبہات کے راہ پانے کا امکان ختم ہوجائے۔ (الإتقان فی علوم القرآن:۱/۶۹)

## مصاحف کی تعداد، حالت، مختلف علاقوں کی طرف بھیجنے کی کیفیت پر مسلم علما کے مختلف موقف

### مصاحف کی تعداد

حضرت عثمانؓ نے جو مصاحف تیار کروا کر مختلف علاقوں میں بھیجے تھے، اُن کی تعداد کے متعلق علما کے متعدد اقوال ہیں۔ جن میں صحیح ترین اور قرین قیاس قول یہ ہے کہ حضرت عثمانؓ نے چھ مصاحف تیار کروائے تھے: بصری مصحف، کوفی مصحف، شامی مصحف، مکی مصحف، ایک مدنی مصحف جو عام اہل مدینہ کے لئے تھا اور دوسرا مدنی مصحف جو حضرت عثمانؓ نے اپنے پاس رکھا تھا جو 'مصحفِ امام' کے نام سے موسوم ہے۔

اس نام کی وجہ شاید یہ ہوسکتی ہے کہ حضرت عثمانؓ نے سب سے پہلے یہی مصحف تیار کروایا تھا اور پھر اسی کو سامنے رکھ کر مصاحف کی مزید نقلیں تیار کی گئیں۔ اس اعتبار سے مصاحف عثمانیہ میں سے ہر مصحف کو بھی 'مصحفِ امام' کہا جاسکتا ہے کہ جہاں وہ مصحف بھیجا گیا، وہاں کے لوگوں نے اس کی اقتدا کی تھی۔

### مصاحفِ عثمانیہ کی حالت

گذشتہ صفحات میں ان خصوصیات اور امتیازات کا تذکرہ کیا گیا تھا، جن پر یہ مصاحف

www.KitaboSunnat.com

عثمانیہ مشتمل تھے۔ اب زیر نظر سطور میں یہ بتایا جائے گا کہ مصاحف ِعثمانیہ کس حالت میں تھے؟ کیا ان میں ساتوں حروف جمع تھے جن پر قرآن کریم نازل ہوا تھا یا ان کی تدوین صرف ایک حرف پر ہوئی تھی اور باقی کو حذف کردیا گیا تھا؟

یہ وہ سوال ہے جس کے متعلق علما کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے:

**پہلا موقف:** مصاحف ِعثمانیہؓ میں سات حروف میں سے صرف قبیلہ قریش کا ایک حرف باقی رکھا گیا اور باقی چھ حروف ختم کردیئے گئے تھے۔ یہ لوگ اپنے موقف کی تائید میں یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ (اصل میں قرآنِ کریم حرف ِقریش پر نازل کیا گیا تھا اور باقی) چھ حرف ابتداے اسلام میں اُمت کی آسانی اور ان سے مشقت دور کرنے کے لئے نازل کئے گئے تھے، کیونکہ آغازِ اسلام میں ہی تمام عرب قبائل (جن کے لہجات باہم مختلف تھے) کو ایک ایسی لغت کا پابند کردینا جس کی ان کی زبانیں عادی نہیں تھیں، ان کے لئے کافی دقت اور مشقت کا باعث بن سکتا تھا۔ بعد میں (جب تمام قبائلِ عرب، لغت ِقریش سے مانوس ہوگئے تو) ان لغات اور حروف کی ضرورت باقی نہ رہی۔ چنانچہ جب حضرت عثمانؓ نے دیکھا کہ سات حروف اُمت ِمسلمہ کے درمیان افتراق و انتشار کا باعث بن رہے ہیں تو اُنہوں نے مصاحف میں کتابت شدہ ان حروف اور لغات میں سے صرف ایک لغت پر اکتفا کرنے کا حکم دیا کیونکہ قرآنِ کریم اصل میں اسی لغت پر نازل ہوا تھا۔ اور باقی حروف ابتداے اسلام میں آسانی کے پیش نظر نازل ہوئے تھے۔ لہٰذا اُنہوں نے جمع قرآن پر مامور کمیٹی کو یہ ہدایت کردی:

إذا اختلفتم أنتم وزيد بن ثابت في شيء من القرآن فاكتبوه بلسان قريش فإنما نـزَل بلسانهم (صحیح بخاری: ۳۵۰۶)

''جب قرآن کے کسی حصے میں تمہارا زید بن ثابت سے اختلاف ہوجائے تو اسے قریش کی زبان میں لکھنا، کیونکہ یہ ان کی زبان میں نازل ہوا ہے۔''

---

☆ان آیات واحادیث کے مطالعے کے لئے دیکھئے **'اسلامی سیاست'** از مولانا گوہر رحمن: ص ۲۲۰ تا ۲۶۷ اور جمہوری تصورِ حاکمیت کے لئے: **'اسلام کا طرزِ حکومت'**: محدث، جون ۲۰۰۰ء، ص ۴۸ تا ۵۵ جبکہ دونوں کے تقابلی مطالعہ کے لئے: **خلافت وجمہوریت** از مولانا عبدالرحمٰن کیلانی: ص ۲۲۵ تا ۲۳۰

www.KitaboSunnat.com

**دوسرا موقف:** جمہور علماے سلف و خلف کا ہے جو کہتے ہیں کہ مصاحفِ عثمانیہ سات حروف کی ان تمام جزئیات پر مشتمل تھے جن کا رسم عثمانی متحمل ہوسکتا تھا اور ان میں وہ تمام قراءات موجود تھیں جو عرضۂ اخیرہ (رسول اللہ ﷺ کے جبرائیلؑ کے ساتھ آخری دَورِ قرآن) میں باقی رکھی گئی تھیں۔ کیونکہ ہر شخص جانتا ہے کہ مصاحفِ عثمانیہ کا رسم نقطوں اور اِعراب سے خالی تھا تاکہ ان میں ساتوں حروف سما سکیں۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہر ہر مصحف میں ساتوں حروف کی تمام تر جزئیات جمع تھیں، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر مصحف حروفِ سبعہ کی ان تمام جزئیات پر مشتمل تھا جو اس کے رسم میں سما سکتی تھیں۔ باقی رہیں حروف سبعہ کی وہ جزئیات جو ایک رسم کے تحت نہ آسکیں، اُنہیں ان چھ مصاحف میں تقسیم کردیا گیا تھا۔ مثلاً ﴿وَوَصّٰى﴾ کی قراءت مدنی اور شامی مصحف میں موجود نہیں ہے، لیکن باقی چاروں مصاحف میں موجود ہے۔ اسی طرح سورۂ توبہ کے آخر میں ﴿تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا﴾ صرف مکی مصحف میں موجود ہے، باقی میں ﴿تَجْرِيْ تَحْتَهَا﴾ ہے۔ اسی طرح کچھ اور قراءات بھی ہیں جو ایک رسم میں سما نہ سکنے کی وجہ سے بعض مصاحفِ عثمانی میں موجود ہیں، بعض میں نہیں ہیں۔ جبکہ ﴿فَتَبَيَّنُوْا﴾ ﴿هَيْتَ لَكَ﴾ اور ﴿أُفٍّ﴾ جیسے الفاظ کا رسم چونکہ تمام قراءات متواترہ کا متحمل ہے، لہٰذا اُنہیں لفظوں اور اعراب سے خالی رکھ کر تمام مصاحف میں جگہ دی گئی۔

اس پوری بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر آپ مجموعی طور پر تمام مصاحفِ عثمانیہ کو پیش نظر رکھیں تو آپ اُنہیں سبعہ احرف پر مشتمل پائیں گے اور یہی وہ صحیح مذہب ہے جس پر دل مطمئن ہوتا اور نظر ٹھہرتی ہے اور جس کی پشت پر قوی دلائل موجود ہیں۔

ذیل میں ہم ان دلائل کا تذکرہ کریں گے :

① مصاحفِ عثمانیہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے صحیفوں کو سامنے رکھ کر تیار کئے گئے تھے اور علما کا اس بات پر اِجماع ہے کہ صدیقی صحیفوں میں سبعہ اَحرف کی وہ تمام جزئیات موجود تھیں جو

☆ حضرت علیؓ بن ابی طالب، ابن عباسؓ، زیدؒ بن اسلم، شہرؒ بن حوشب اور مکحولؒ نے کہا کہ یہ آیت اُمرا اور حکام کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ تفسیر ابن جریر: ۱۴۵/۵، ابن کثیر ۳۲۱/۲، قرطبی: ۲۵۶/۵...... مزید تفصیل کے لئے دیکھیں: 'محدث' بابت ۱۹۷۹ء کا خاص نمبر 'جمہوریت یا اسلام': ص ۴۵

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ سے تواتر کے ساتھ ثابت تھیں اور ان میں صرف وہی قراءات اور آیات درج تھیں جو عرضۂ اخیرہ کے وقت باقی رکھی گئی تھیں اور ان کی تلاوت منسوخ نہیں ہوئی تھی اور یہی صدیقی صحیفے ہی درحقیقت مصاحفِ عثمانیہ کی بنیاد اور مصدر تھے جن کو سامنے رکھ کر مصحفِ عثمانیہ کو مدوّن کیا گیا تھا۔

② اس کے برعکس کسی ایک صحیح یا ضعیف روایت سے بھی ثابت نہیں ہے کہ حضرت عثمانؓ نے کاتبینِ قرآن کو یہ حکم دیا ہو کہ وہ صرف ایک حرف پر اکتفا کریں اور باقی چھ حروف کو ترک کردیں۔

③ کوئی بھی مسلمان جو صحابہ کرامؓ کے دین میں رسوخ اور کتاب اللہ کے ساتھ ان کی والہانہ محبت اور قرآنِ کریم کو دنیوی و اُخروی سعادتوں کا محور سمجھنے کے عقیدہ سے واقف ہے، کبھی یہ تصور نہیں کرسکتا کہ اس وقت موجود ۱۲ ہزار سے زائد صحابہ کرامؓ نے حضرت عثمانؓ کی اِن 'حروف' کے ختم کرنے پر تائید کی ہو جو رسول اللہ ﷺ سے تواتر کے ساتھ ثابت ہیں۔ دورِ عثمانؓ میں جمع قرآن کے محرکات جو کچھ بھی تھے، لیکن اُمتِ مسلمہ کو متحد کرنے اور اُنہیں اختلاف سے بچانے کے لئے حضرت عثمان قرآنِ کریم میں سے کوئی چیز حذف نہیں کرسکتے تھے اور نہ ہی اُنہوں نے کی۔ بلکہ اس صورتِ حال میں اُنہیں یہی کرنا چاہئے تھا کہ حروفِ سبعہ میں سے جو کچھ عرضۂ اخیرہ کے مطابق تواتر سے ثابت ہے، اس کے لحاظ سے قرآنِ کریم کو لکھنے کا حکم دیتے۔ اور اُمت کو اس تواتر پر قائم رکھتے اور اُنہیں بتاتے کہ ان کے علاوہ دیگر قراءات شاذ ہیں جو شروع میں آسانی کی خاطر نازل ہوئی تھیں اور عرضۂ اخیرہ کے وقت اُنہیں منسوخ کردیا گیا تھا، لہٰذا اب نہ اُن کی قراءت جائز ہے اور نہ ہی اُنہیں قرآن سمجھنا درست ہے۔ یہی وہ صحیح طریقہ تھا فتنہ کی بیخ کنی، اُمتِ مسلمہ کی صفوں میں اتحاد پیدا کرنے اور نزاع کو ختم کرنے کا اور اسی طریقہ کو ہی حضرت عثمانؓ نے اختیار کیا تھا اور اسی پر رسول اللہ ﷺ کے صحابہؓ نے ان کی موافقت اور تائید کی تھی۔

---

☆ اس فرمانِ نبویؐ میں قیامت کے انتظار سے مراد یا تو اجتماعی ہلاکت و بربادی ہے، یا انفرادی موت یا عذاب جیسا کہ امام راغب اصفہانیؒ نے المفردات میں الساعة کے یہی تین معانی بیان کئے ہیں۔ (۵۱۳/۱ مترجم)

www.KitaboSunnat.com

④ اوّل الذکر رائے کے حاملین کا یہ دعویٰ کہ حضرت عثمانؓ نے کاتبینِ قرآن کو صرف لغت قریش باقی رکھنے اور دیگر لغات کو ختم کرنے کا حکم دیا تھا، اگر صحیح ہوتا تو اس کا لازمی تقاضا تھا کہ قرآنِ کریم قریش کے سوا دیگر لغات سے خالی ہوتا، حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ قرآنِ کریم میں لغتِ قریش کے سوا دیگر لغات کے بھی بے شمار کلمات موجود ہیں۔ قرآنِ کریم میں ان کلمات کا وجود اس حقیقت کا واضح ثبوت ہے کہ مصاحفِ عثمانیہ میں صرف لغتِ قریش پر اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ حروفِ سبعہ کی وہ تمام جزئیات اُن میں موجود ہیں جو تواتر سے ثابت اور عرضۂ اخیرہ کے وقت برقرار رکھی گئی تھیں۔

ذیل میں دیگر قبائل عرب کی لغات کے بعض کلمات کا بطورِ مثال تذکرہ کیا جاتا ہے:

* ابوعبید سے روایت ہے کہ حسن بصریؒ نے ہم سے کہا کہ ہمیں ﴿آلْأَرَائِكِ﴾ کا معنی معلوم نہیں تھا، یہاں تک کہ یمن کے ایک آدمی سے ہماری ملاقات ہوئی، اُس نے ہمیں بتایا کہ ہمارے ہاں الأریکة کا لفظ مسہری کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

* فرمانِ الٰہی ﴿كَلَّا لَا وَزَرَ﴾ کے بارے میں امام ضحاکؒ فرماتے ہیں کہ ''اس سے مراد یہ ہے کہ پناہ کے لئے اس دن کوئی پہاڑ نہیں ہوگا۔ اور یہ یمن کے قبیلہ 'حمیر' کی لغت میں ہے۔''

* اور ابوبکر انباریؒ نے ﴿أَفَلَمْ يَيْأَسِ الَّذِينَ آمَنُوا﴾ کے متعلق عبداللہ بن عباسؓ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ ''اس سے مراد اَفَلَمْ يَعْلَمُوا ہے اور یہ قبیلہ ہوازن کی زبان کا لفظ ہے۔''

* اسی طرح ﴿لَا يَلِتْكُمْ مِّنْ أَعْمَالِكُمْ شَيْئًا﴾ کا معنی لا ينقصكم بیان ہوا ہے اور یہ قبیلہ عَبَس کی زبان کا لفظ ہے۔

⑤ نیز واضح دلائل سے یہ بات ثابت ہوچکی ہے کہ مصاحفِ عثمانیہ کا باہم متعدد مقامات میں اختلاف تھا۔ مثلاً اللہ تعالیٰ کا فرمان: ﴿وَوَصَّى بِهَا إِبْرَاهِيمُ﴾ (البقرۃ: ۱۳۲) بعض مصاحف میں تو ﴿وَوَصَّى﴾ واوین کے ساتھ ہے اور بعض مصاحف میں پہلی اور دوسری واوَ کے درمیان الف کے اضافہ سے ﴿وَأَوْصَى﴾ ہے۔

* اسی طرح ﴿وَسَارِعُوا إِلَى مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ﴾ (آلِ عمران: ۱۳۳) بعض مصاحف میں سین سے پہلے واوَ کے بغیر ﴿سَارِعُوا﴾ ہے اور بعض میں واوَ کے حرف کے ساتھ

www.KitaboSunnat.com

﴿وَسَارِعُوا﴾ ہے۔

* اسی طرح فرمانِ الٰہی ﴿وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيزِ الرَّحِيمِ﴾ (الشعراء: ۲۱۷) بعض مصاحف میں واؤ کے ساتھ ﴿وَتَوَكَّلْ﴾ ہے اور بعض مصاحف میں 'ف' کے ساتھ ﴿فَتَوَكَّلْ﴾ ہے۔

* اسی طرح اللہ کا فرمان ﴿وَفِيهَا مَا تَشْتَهِيهِ الأَنْفُسُ﴾ (الزخرف:۷۱) بعض مصاحف میں ہاء کے ساتھ ﴿تَشْتَهِيهِ﴾ سے اور بعض مصاحف میں بغیر ہاء کے ﴿تَشْتَهِي﴾ ہے۔

* اور فرمانِ الٰہی ﴿وَمَنْ يَتَوَلَّ فَإِنَّ اللهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ﴾ (الحدید:۲۴) بعض مصاحف میں هُوَ کے ساتھ ﴿هُوَ الْغَنِيُّ﴾ ہے اور بعض میں هُوَ کے حذف کے ساتھ ہے، اسی طرح کی اور کئی مثالیں بھی موجود ہیں۔

چنانچہ ثابت ہوا کہ اگر مصاحفِ عثمانیہ ایک ہی لغت یعنی لغتِ قریش میں لکھے گئے ہوتے تو پھر اس اختلاف کی کوئی وجہ سمجھ نہیں آتی۔ اس سے یہ حقیقت بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ حضرت عثمانؓ نے کسی حرف کو ختم نہیں کیا تھا۔

**اعتراض:** یہاں یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ حضرت عثمانؓ نے مصحف کو مرتب کرنے والی جماعت کے تینوں قریشی اراکین سے یہ فرمایا تھا:

> ”إذا اختلفتم أنتم وزيد بن ثابت في شيئ من القرآن فاكتبوه بلسان قريش فإنما نزل بلسانهم“ (صحیح بخاری:۳۵۰۴)
>
> ”جب تمہارا زید بن ثابتؓ سے قرآنِ کریم کے کسی لفظ کے متعلق اختلاف ہوجائے تو اسے قریش کی زبان میں لکھنا، کیونکہ قرآن اُن کی زبان میں نازل ہوا ہے۔“

اور اس فرمان پر عمل بھی ہوا۔ اگر حضرت عثمانؓ نے ساتوں حروف باقی رکھے تھے تو ان کے اس فرمان کا کیا مطلب سمجھا جائے؟

**جواب:** اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت عثمانؓ کے اس فرمان کا یہ مطلب سمجھنا کہ اُنہوں نے چھ حروف کو ختم کر کے صرف حرفِ قریش کو باقی رکھا تھا، سراسر غلط ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس ارشاد سے ان کا مطلب یہ تھا کہ قرآنِ کریم کی کتابت کے دوران اگر کہیں رسم الخط کے

www.KitaboSunnat.com

طریقے میں کوئی اختلاف ہو جائے تو قریش کے رسم الخط کو اختیار کیا جائے۔ تمام روایات کے مجموعی تناظر میں دیکھتے ہوئے یہی بات قرینِ قیاس معلوم ہوتی ہے اوراس سے تمام دلائل کے درمیان جمع و تطبیق کی صورت بھی پیدا ہو جاتی ہے۔

اس کی دلیل یہ ہے کہ کتابتِ قرآن کے دوران صحابہ کرامؓ کی جماعت کے درمیان صرف ایک اختلاف پیش آیا۔ اور وہ اختلاف یہ تھا کہ قرآن کی آیت ﴿إِنَّ آيَةَ مُلْكِهِ اَنْ يَّأْتِيَكُمُ التَّابُوْتُ﴾ میں لفظ التابوت کو کس انداز سے لکھا جائے، آیا لمبی تا کے ساتھ التابوت لکھا جائے یا گول تا☆ کے ساتھ التابوۃ لکھا جائے۔ یہ معاملہ جب حضرت عثمانؓ کے سامنے پیش ہوا تو اُنہوں نے فرمایا: ''اسے التابوت لکھو، کیونکہ قرآن قریش کی زبان میں نازل ہوا ہے۔''

اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ حضرت عثمانؓ نے جس اختلاف کا ذکر فرمایا تھا، اس سے مراد محض رسم الخط کا اختلاف تھا کہ جملہ قراءات کے سلسلے میں قریشی رسم الخط کو ترجیح حاصل ہے۔

## مصاحفِ عثمانیہ مختلف علاقوں میں کیسے بھیجے گئے؟

قرآنِ کریم کو نقل کرنے کا زیادہ تر انحصار ہمیشہ تلقّی اور سماع پر رہا ہے کہ خلف نے سلف سے، ثقہ نے ثقہ سے اور امام نے امام سے سن کر آگے بیان کر دیا یہاں تک کہ یہ سلسلہ دورِ رسالتؐ تک جا پہنچتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب حضرت عثمانؓ نے مصاحف کی اشاعت اور اُنہیں مختلف علاقوں میں بھیجنے کا پروگرام بنایا تو اُنہوں نے صرف مصاحف بھیجنے پر اکتفا نہیں کیا کہ صرف وہی تنہا مرجع بن کر رہ جائیں بلکہ ہر مصحف کے ساتھ اسے پڑھانے کے لئے حفظ وعدالت میں ثقہ و ماہر فن قاری بھی بھیجا جس کی قراءات غالب طور پر اُس مصحف کے مطابق تھی۔ چنانچہ حضرت عثمانؓ نے زید بن ثابتؓ کو مدنی مصحف پڑھانے کا حکم دیا۔ عبداللہ بن سائب کو مکی مصحف کے ساتھ بھیجا۔ مغیرہ بن شہابؒ کو شامی مصحف کے ساتھ بھیجا، ابوعبدالرحمٰن سلمی کو کوفی مصحف کے ساتھ بھیجا اور عامر بن عبدالقیسؒ کو بصری مصحف کے ساتھ روانہ کیا۔

اس کے بعد تابعینؒ نے صحابہ کرامؓ سے سن کر قرآنِ کریم کو اگلی نسل تک منتقل کیا۔ ہر علاقے کے تابعین نے اپنے مصحف کے مطابق قراءت کی، جیسا کہ اُنہوں نے صحابہ کرامؓ سے سنی تھی۔ ایسے ہی صحابہ کرامؓ نے بھی رسول اللہ ﷺ کی زبان سے سن کر قرآنِ کریم کو حاصل کیا

www.KitaboSunnat.com

تھا۔ صحابہؓ و تابعینؒ کے بعد ایک جماعت نے اپنے آپ کو قرآنِ کریم کی تعلیم کے لئے وقف کرلیا یہاں تک کہ وہ فن قراءت کے امام بن گئے اور اس فن میں ان کی اقتدا اور ان سے اخذ ِعلم کیا جانے لگا۔ اور ہر امام کے اہل علاقہ اس بات پر متفق ہو گئے کہ صرف اِنہی ائمہ سے قراءت لی جائے گی اور ان کی روایت پر اعتماد کیا جائے گا۔ اور یہیں سے قراءت کا یہ علم ہمیشہ کے لئے ان ائمہ فن کی طرف منسوب کیا جانے لگا۔ اور تمام اُمت اس بات پر متفق ہوگئی کہ جو کچھ ان مصاحف میں ہے، وہ قرآن ہے اور ان کے علاوہ کسی بھی طرح کی کمی بیشی اور تقدیم و تاخیر کا قرآن سے کوئی تعلق نہیں، کیونکہ اس کا قرآن ہونا اُمت کے نزدیک تواتر سے ثابت نہیں ہے۔ اور یہ حقیقت ہے کہ پوری اُمت کسی غلط بات پر متفق نہیں ہوسکتی!

## ان مصاحف کے متعلق مسلمانوں کا موقف

حضرت عثمانؓ نے جب عرضۂ اخیرہ کے مطابق قرآنِ کریم کے مصاحف تیار کرنے کا فیصلہ کیا تو تمام صحابہ کرامؓ نے ان کے موقف کی حمایت کی اور ان کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اپنے انفرادی صحیفے اور مصاحف نذرِ آتش کر دیئے اور مصاحفِ عثمانیہ پر متفق ہو گئے۔ شروع میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کو یہ اعتراض تھا کہ جمع قرآن کے سلسلہ میں زید بن ثابتؓ کو مجھ پر ترجیح کیوں دی گئی ہے؟ لیکن بعد میں جب ان پر یہ حقیقت واضح ہوگئی کہ زید بن ثابتؓ ہی اپنی بعض ممتاز خصوصیات کی وجہ سے اس کام کے لئے زیادہ موزوں تھے، تو اُنہوں نے اپنے موقف سے رجوع اور حضرت عثمانؓ کے اس کارنامے کا اعتراف کرلیا۔ اور بالآخر صحابہ کرامؓ کا اس معاملہ پر اجماع ہوگیا۔ چنانچہ ابن ابی داؤد نے حضرت علیؓ سے صحیح سند سے بیان کیا ہے کہ اُنہوں نے فرمایا:

> لاتقولوا في عثمان إلا خيرا، فوالله ما فعل الذي فعل في المصاحف إلا عن ملأ منا، قال: ما تقولون في هذه القراءة؟ فقد بلغني أن بعضهم يقول: إن قراء تي خير من قراء تك، وهذا يكاد يكون كفرًا، قلنا: فما ترٰى؟ قال: أرٰى أن نجمع الناس على مصحف واحد فلا تكون فرقة ولا اختلاف، قلنا: فنعم ما رأيت (فتح الباری:۹/۱۸)

www.KitaboSunnat.com

''حضرت عثمانؓ کے متعلق سوائے بھلائی کی بات کے، کچھ نہ کہو۔ اللہ کی قسم! اُنہوں نے جو کچھ کیا، ہمارے مشورے سے کیا۔ اُنہوں نے ہم سے پوچھا تھا: ان قراء ات کے متعلق تم کیا کہتے ہو؟ کیونکہ مجھے اطلاعات مل رہی ہیں کہ کچھ لوگ ایک دوسرے سے کہہ رہے ہیں کہ میری قراء ت تمہاری قراء ت سے زیادہ بہتر ہے، حالانکہ یہ بات کفر تک پہنچا سکتی ہے۔ ہم نے کہا: آپ کا کیا خیال ہے؟ فرمایا: میری رائے یہ ہے کہ ہم سب لوگوں کو ایک مصحف پر جمع کردیں تاکہ پھر کوئی افتراق اور اختلاف نہ ہو۔ ہم نے کہا: آپکی رائے بہت شاندار ہے۔''

نیز حضرت علیؓ نے فرمایا تھا:

لو كنت الوالي وقت عثمان لفعلتُ في المصاحف مثل الذي فعل عثمان (تفسیر قرطبی:۵۴/۱)

''اگر حضرت عثمانؓ کی جگہ پر میں حکمران ہوتا تو میں بھی وہی کچھ کرتا جو حضرت عثمانؓ نے کیا ہے۔''

اور جن علاقوں میں یہ مصاحف بھیجے گئے تھے، وہاں کے باشندوں نے ان مصاحف کو ہاتھوں ہاتھ لیا اور ان مصاحف کو ان کے ہاں اعلیٰ مقام اور مقدس حیثیت حاصل ہوگئی، کیونکہ وہ جانتے تھے کہ ان مصاحف کی تدوین کسی فردِ واحد کی کارروائی نہیں ہے، بلکہ ان کی پشت پر تمام اصحابِ رسولؐ کا اِجماع موجود ہے، جنہیں دربارِ رسالتؐ سے مدح وتوصیف کا وہ پروانہ عطا ہوا ہے جس کے وہ واقعی مستحق تھے۔ رسول اللہﷺ نے ان کی شان میں فرمایا تھا:

«عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين تمسَّكوا بها وعضوا عليها بالنواجذ » (سنن ابوداؤد:۴۶۰۷)

''میری اور ہدایت یافتہ خلفاے راشدین کی سنت کو تھام کر رکھنا، اور داڑھوں کی پوری قوت سے اس پر اپنی گرفت مضبوط رکھنا۔''

اور فرمایا: «أصحابي كالنجوم بأيهم اقتديتهم اهتديتم »

''میرے صحابہؓ آسمان کے درخشندہ ستاروں کی مانند ہیں۔ ان میں سے جس کی بھی اقتدا کرو گے، راہ یاب ہوجاؤ گے۔'' (تلخیص الحبیر:۲۵۹۴'ضعیف')

اور فرمایا: «اقتدوا بالذين من بعدي أبي بكر وعمر »

---

☆ مزید تفصیل کے لئے دیکھیں: 'اسلام اور جمہوریت میں تصورِ نمائندگی': محدث اکتوبر۱۹۹۲ء، ص۲ تا ۱۰

www.KitaboSunnat.com

''میرے بعد ابوبکر صدیقؓ اور عمر فاروقؓ کی اقتدا کرنا۔'' (سنن ترمذی:۳۶۶۲ 'صحیح')

چنانچہ اُمت نے اس شاندار موقف کو حرزِ جان بنایا، اسے دل و جان سے قبول کرلیا اور یہی ان کا تنہا ماخذ ومصدر تھا، جہاں سے وہ اپنے فیصلے کرواتے تھے۔

## دورِ صحابہؓ کے مشہور مصاحف

صحابہ کرامؓ کے دور میں مصاحفِ عثمانیہ کے علاوہ کئی اور مصاحف بھی مشہور ہوئے، لیکن اُنہیں وہ مقام حاصل نہ ہوسکا جو مصاحفِ عثمانیہ کو حاصل ہوا، کیونکہ مصاحفِ عثمانیہ کے سب مشمولات اور قراء ات کے پیچھے تمام صحابہؓ کا اجماع اور اتفاقِ رائے موجود تھا۔ لہٰذا تمام بلادِ اسلامیہ میں صرف مصاحفِ عثمانیہ کو ہی قبول عام حاصل ہوسکا۔

اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ دیگر تمام مصاحف انفرادی نوعیت کے تھے جنہیں بعض صحابہ کرامؓ نے اپنے طور پر تحریر کیا تھا۔ ان میں عرضۂ اَخیرہ کے ساتھ مطابقت کا لحاظ بھی نہیں رکھا گیا تھا۔ ان میں شاذ قراء ات، منسوخ آیات اور قرآنی الفاظ کے ساتھ صحابہؓ کے تفسیری اَقوال بھی شامل تھے جس کی وجہ سے لازماً یہ مصاحف، مصاحفِ عثمانیہ سے مختلف تھے۔ بعض میں اضافہ جات تھے تو بعض میں کمی اور ان کی ترتیب بھی مصاحفِ عثمانیہ سے مختلف تھی۔ ان وجوہات کی بنا پر خود صحابہ کرامؓ نے ہی اپنے اجماع سے مصاحفِ عثمانیہ کے سوا دیگر تمام مصاحف کی قرآنی حیثیت کو کالعدم قرار دے دیا۔

بطورِ نمونہ ان مصاحف میں سے بعض مثالوں کا تذکرہ کیا جاتا ہے:

### ① مصحفِ عمر بن خطابؓ

* اس میں سورۂ فاتحہ کی آیت نمبر ۷ یوں تحریر تھی:

☆ اسلام میں عوام کی رائے بڑی اہمیت رکھتی ہے لیکن اس کا کردار انفعالی ہے، وہ منصب کی نشاندہی کی صلاحیت تو نہیں رکھتے لیکن صاحبِ منصب ان کا اعتماد یافتہ ضرور ہوتا ہے جسے ولاۃ الامر اہلیت کو مدنظر رکھتے ہوئے متعین کرتے ہیں، جیسا کہ حضرت عثمانؓ کو خلیفہ متعین کرتے ہوئے عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے رائے عامہ کو پیش نظر رکھا تھا: إني قد نظرت في أمر الناس فلم أرهم يعدلون بعثمان (بخاری:۷۲۰۷) خلفاے اربعہ میں سے کسی کا انتخاب جملہ عوام نے براہِ راست نہیں کیا لیکن وہ سب اُمت کے اعتماد یافتہ تھے۔

سراط من أنعمت عليهم * غير المغضوب عليهم وغير الضالين

✳ سورۃ آلِ عمران کی پہلی آیت اس طرح لکھی ہوئی تھی:

آلم الله لا إله إلا هو الحيّ القيام

✳ اور سورۂ مدثر کی آیات ۴۰، ۴۱ اور ۴۲ اس طرح تحریر تھیں:

في جنات يتساء لون * يا فلان * ما سلك في سقر

### ② مصحفِ علی بن ابی طالبؓ

✳ اس میں سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۲۸۵ کا ابتدائی حصہ اس طرح تھا:

آمن الرسول بما أنزل إليه من ربه وآمن المؤمنون

### ③ مصحفِ عائشہ اُمّ المؤمنینؓ

✳ اس میں سورۃ البقرہ کی آیت ۲۳۸ یوں تھی:

حافظوا على الصلوات والصلاة الوسطى وصلاة العصر

اور ایک روایت میں واؤ کے بغیر صرف صلاة العصر ہے۔

✳ اور سورۃ احزاب کی آیت ۵۶ کا ابتدائی حصہ اس طرح تھا:

إن الله و ملائكته يصلون على النبي * والذين يصلون في الصفوف الأولىٰ

### ④ مصحفِ حضرت حفصہ اُمّ المؤمنینؓ

✳ اس میں بھی سورۃ البقرۃ کی آیت ۲۳۸ وصلاۃ العصر کے اضافہ کے ساتھ یوں تھی:

حافظ على الصلوات والصلاة الوسطى وصلاة العصر

### ⑤ مصحف حضرت اُمّ سلمہ اُمّ المؤمنینؓ

ان کا مصحف بھی حضرت حفصہؓ کے مصحف کے مطابق تھا۔

---

☆ جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عثمان بن عفان کو اشارتاً ان کی امارت کے متعلق یہ ہدایت فرمائی تھی کہ «يا عثمان! إنه لعل الله يقمصك قميصًا فإن أرادوك على خلعه فلا تخلعه» (سنن ترمذی:۳۷۰۵) ''عثمان! عنقریب اللہ تعالیٰ تجھے خلعتِ (امارت) پہنائیں گے، لوگ تجھ سے اس کے اُتارنے کا مطالبہ کریں گے، لیکن تو اسے مت اُتارنا۔''

www.KitaboSunnat.com

### ⑥ مصحفِ عبداللہ بن زبیرؓ

✳ اس میں سورۃ البقرۃ کی آیت ۱۹۸ کا ابتدائی حصہ اس طرح تھا:

ليس عليكم جناح أن تبتغوا فضلا من ربكم في مواسم الحج

✳ اور سورۃ المائدۃ کی آیت ۵۲ کا آخری حصہ یوں تھا:

فيصبح الفساق على ما أسروا في أنفسهم نٰدمين

✳ اور سورۃ آلِ عمران کی آیت ۱۰۴ یوں تھی:

ولتكن منكم امة يدعون الى الخير و يأمرون بالمعروف و ينهون عن المنكر ويستعينون بالله على ما أصابهم

### ⑦ مصحف اُبی بن کعبؓ

✳ اس میں سورۃ البقرۃ کی آیت ﴿فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَّطَوَّفَ بِهِمَا﴾ یوں تحریر تھی:

فلا جناح عليه ألا يطوف بهما

✳ نیز اس میں ﴿لِلَّذِيْنَ يُؤلُوْنَ مِنْ نِّسَائِهِمْ﴾ کی بجائے للذين يقسمون من نساء هم تھا۔

✳ اس میں سورۃ النساء کی آیت ۲۴ ﴿فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ﴾ کے بعد إلى أجل مسمى کا اضافہ بھی تھا۔

✳ اور سورۃ المائدۃ کی آیت ۸۹ میں ﴿فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ﴾ کے بعد متتابعات کے الفاظ بھی موجود تھے۔

### ⑧ مصحفِ عبداللہ بن عباسؓ

✳ اس میں بھی سورۃ البقرۃ کی آیت ۱۵۸ ﴿فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَوَّفَ بِهِمَا﴾ یوں تحریر تھی: فلا جناح عليه ألا يطوف بهما

✳ اور سورۃ البقرۃ کی آیت ۱۹۸ ﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ﴾ کے بعد في مواسم الحج کے الفاظ بھی موجود تھے۔

☆ تفصیل کے لئے دیکھئے: مقالہ 'نفاذِ دین کے لئے چند شرائط' مقالاتِ اصلاحی: ج ۱/ص ۲۵۳ تا ۲۵۸

www.KitaboSunnat.com

* اور سورۃ آل عمران کی آیت ۱۷۵ ﴿إِنَّمَا ذَٰلِكُمُ الشَّيْطَانُ يُخَوِّفُ أَوْلِيَاءَهُ﴾ کی بجائے إنما ذلكم الشيطان يخو فكم أولياءه لکھا ہوا تھا۔
* اور سورۃ البقرۃ کی آیت ۱۹۶ ﴿وَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلَّهِ﴾ کی بجائے یوں تھا : وأقيموا الحج والعمرة للبيت
* اور سورہ آلِ عمران کی آیت ۱۵۹ میں ﴿وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ﴾ کی بجائے وشاورهم في بعض الامر لکھا ہوا تھا۔
* اور سورۃ البقرۃ کی آیت ۲۲۷ میں ﴿وَإِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ﴾ کی بجائے وإن عزموا السراح لکھا ہوا تھا۔
* اور اس میں سورۃ الحج کی آیت ۵۲ میں ﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ مِن رَّسُولٍ وَلَا نَبِيٍّ﴾ کے بعد ولا محدث کے الفاظ بھی رقم تھے۔
* سورۃ الاعراف کی آیت ۱۸۷ ﴿كَأَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا﴾ یوں لکھی ہوئی تھی: كانك حفي بها
* اور سورۃ آلِ عمران کی آیت ۷ ﴿وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ﴾ یوں لکھی ہوئی تھی: وما يعلم تأويله إلا الله ويقول الراسخون في العلم آمنا به
* اور سورۃ البقرۃ کی آیت ۱۳۷ یوں لکھی ہوئی تھی: فإن آمنوا بما آمنتم به فقد اهتدوا
* اور سورۃ البقرۃ کی آیت ۲۳۸ وصلاة العصر کے اضافہ کے ساتھ یوں تھی:

حافظ على الصلوات والصلاة الوسطى وصلاة العصر

* اور سورۃ النساء کی آیت ۲۴ ﴿فَمَا اسْتَمْتَعْتُم بِهِ مِنْهُنَّ﴾ کے بعد إلى أجل مسمى کا اضافہ بھی تھا۔
* سورۃ النساء کی آیت ۱۶۰ ﴿فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِينَ هَادُوا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبَاتٍ أُحِلَّتْ لَهُمْ﴾ میں ﴿أُحِلَّتْ لَهُمْ﴾ کی بجائے كانت لهم کے الفاظ تھے۔
* اور سورۃ النصر کی پہلی آیت یوں لکھی ہوئی تھی: إذا جاء فتح الله والنصر

## ⑨ مصحفِ عبداللہ بن مسعودؓ

www.KitaboSunnat.com

* اس میں سورۃ البقرہ کی آیت ﴿اِهْبِطُوا مِصْرًا﴾ کو اهبطوا مصر بغیر الف لکھا ہوا تھا۔
* اور ﴿وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرَاهِيمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَإِسْمَاعِيلُ يَقُولُونَ رَبَّنَا﴾ میں ﴿يَقُولُونَ رَبَّنَا﴾ کی بجائے يقولان ربنا لکھا ہوا تھا۔
* اور سورۃ آلِ عمران میں ﴿اَلْحَيُّ الْقَيُّومُ﴾ کی جگہ الحی القیام اور ﴿وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللهُ﴾ کی جگہ ان حقيقة تأويله إلا عند الله اور ﴿نَادَتْهُ الْمَلَائِكَةُ﴾ (آلِ عمران ۳۹) کی جگہ ناداه الملائكة يا زكريا ان الله
* اور ﴿يَا مَرْيَمُ اقْنُتِي لِرَبِّكِ وَاسْجُدِي وَارْكَعِي مَعَ الرَّاكِعِينَ﴾ کی بجائے يا مريم اقنتي لربك واركعي واسجدی مع الساجدين اور ﴿وَإِذْ قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ يَا مَرْيَمُ إِنَّ اللهَ يُبَشِّرُكِ﴾ کی بجائے إذ قالت الملائكة إن الله ليبشرك لکھا ہوا تھا۔
* سورۃ النساء میں ﴿إِنَّ اللهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ﴾ کی جگہ مثقال نملة کے الفاظ تھے۔
* اور سورۃ المائدۃ میں ﴿إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ﴾ کی جگہ إن تعذبهم فعبادك کے الفاظ تھے۔
* اور سورۃ الانعام میں ﴿كَالَّذِي اسْتَهْوَتْهُ الشَّيْطَانُ﴾ کی بجائے كالذی استهواه الشيطان کے الفاظ تھے۔ اور ﴿لَقَدْ تَقَطَّعَ بَيْنَكُمْ﴾ کے بجائے لقد تقطع ما بينكم کے الفاظ تھے۔
* اور سورۃ الاعراف میں ﴿قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا وَإِنْ لَمْ تَغْفِرْلَنَا وَتَرْحَمْنَا﴾ کی جگہ قالوا ربنا آلا تغفرلنا و ترحمنا کے الفاظ تھے۔
* اور سورۃ الانفال میں ولا يحسب الذين كفروا سبقوا
* اور سورۃ التوبہ میں قل أذن خير ورحمة لكم
* اور سورۃ یونس میں حتى إذا كنتم في الفلك وجرين بكم
* اور سورۃ ہود میں وأتاني رحمة من عنده وعميت عليكم اور فأسر بأهلك بقطع من الليل إلا امرأتك کے الفاظ تھے۔

www.KitaboSunnat.com

✳اور سورۃ الرعد میں وسيعلم الكفرون لمن عقبى الدار کے الفاظ تھے۔

✳اور سورۃ النحل میں الذين توفهم الملائكة کے الفاظ تھے۔

✳اور سورۃ الاسراء میں سبحت له الارض وسبحت له السموات کے الفاظ تھے۔

✳اور سورۃ الکہف میں لكن هو الله ربى کے الفاظ تھے۔

✳اور سورۃ مریم میں ذلك عيسى بن مريم قال الحق الذى فيه يمترون اور وتكاد السموات لتتصدع منه کے الفاظ تھے۔

✳اور سورۃ طہٰ میں قد نجيتكم کے الفاظ تھے۔

✳اور سورۃ الحج میں أذن للذين قاتلوا بأنهم ظلموا کے الفاظ تھے۔

✳اور سورۃ النور میں انزلنها وفرضنها لكم کے الفاظ تھے۔

✳اور سورۃ الفرقان میں هو الذى أرسل الرياح مبشرات کے الفاظ تھے۔

✳اور سورۃ الشعراء میں واتبعوهم مسرقين کے الفاظ تھے۔

✳اور سورۃ النمل میں فيمكث غير بعيد کے الفاظ تھے۔

✳اور سورۃ القصص میں وعميت عليهم الأنباء کے الفاظ تھے۔

✳اور سورۃ السجدۃ میں فلا تعلم نفس ما يخفي لهم کے الفاظ تھے۔

✳اور سورۃ سبا میں يقذف بالحق وهو علام الغيوب کے الفاظ تھے۔

✳اور سورۃ یٰس میں فى شغل فكهين اور على الأرائك متكئين اور وسلاما قولا من رب الرحيم کے الفاظ تھے۔

✳اور سورۃ الزخرف میں ما شهد خلقهم اور وانه عليم للساعة کے الفاظ تھے۔

✳اور سورۃ الحجرات میں لتعارفوا وخياركم عند الله أتقاكم کے الفاظ تھے۔

✳اور سورۃ القمر میں خاشعة أبصارهم کے الفاظ تھے۔

✳اور سورۃ نوح میں ولا يغوثا ويعوقا دونوں الفاظ تنوین کے ساتھ تھے۔☆